أُنْزِلَ فِيْهَا كُلُّ رَحْمَةٍ

"ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے"

الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وصیت کے متعلق

60

سوال و جواب

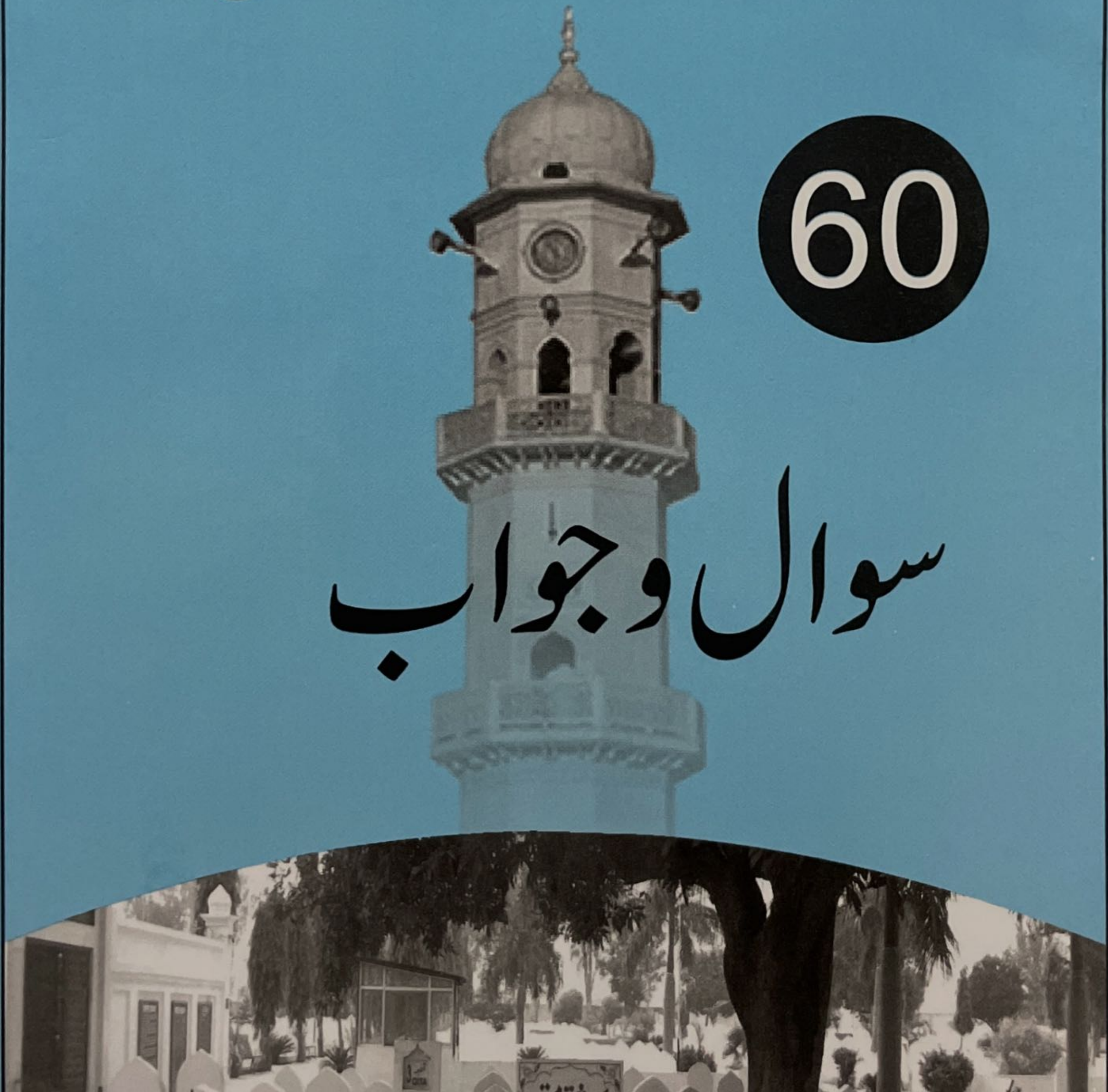

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوال نمبر ا : وصیّت کیا ہے؟

جواب: وصیّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری کردہ نظام کے ماتحت ایک مبائع احمدی کا خدا کے ساتھ معاہدہ کرنا ہے کہ میں اپنی زندگی تقویٰ کے ساتھ بسر کروں گا اور اپنی جائیداد اور آمدنی کے کم ازکم دسویں حصّہ سے لے کر تیسرے حصہ تک بطور چندہ کے ادا کروں گا۔ نیز موصی کوئی اور ایسی وصیت نہ کرے جس سے یہ وصیت متاثر یا متصادم ہو۔

سوال نمبر ۲: وصیّت کس تاریخ سے شمار ہوتی ہے؟

جواب: وصیت فارم پر درج ہوتا ہے کہ میری وصیت تاریخ تحریر سے یا فلاں تاریخ سے یا تاریخ منظوری سے شمار کی جائے۔ موصی جو بھی تحریر کرتا ہے اس کے مطابق ان سے معاملہ کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۳: کیا وصیت کی شرح میں بعد میں تبدیلی کی جاسکتی ہے؟

جواب: وصیت کی بنیادی شرح دسواں حصّہ ہے۔ اگر اس سے زیادہ شرح کرنی ہو تو کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی شروع میں دسویں حصّہ سے زیادہ کی وصیت کرتا ہے لیکن بعد میں اپنے حالات کی وجہ سے اس شرح کو جاری نہیں رکھ سکتا تو دسویں حصّہ تک شرح میں کمی بھی کر سکتا ہے۔

سوال نمبر ۴: اگر موصی کسی وقت شرح میں اضافہ کرنا چاہے تو کیا پہلی گزرنے والی مدت کے چندہ میں تبدیلی والی شرح سے فرق کی صورت میں جو حصہ بنتا ہو وہ رقم بھی ادا کرنا ہوگی یا نئی اضافہ والی شرح کا اطلاع اس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ کو اضافہ کی اطلاع دی جائے گی۔

جواب: موصی اپنی شرح وصیت کی تبدیلی کے وقت اگر کوئی اطلاع نہیں دیتا کہ میری یہ شرح فلاں تاریخ سے شمار کی جائے تو نئی شرح تاریخ تحریر یا اطلاع سے شمار ہوتی ہے اور اس سے پہلے والی مدت کا جو چندہ جس شرح سے دیا گیا ہے اسی شرح سے شمار ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۵: کیا آمد اور جائیداد کے لئے الگ الگ شرح رکھی جاسکتی ہے؟

جواب: وصیّت کے لئے کم از کم شرح دسواں حصّہ ہے اس سے کم شرح نہیں ہوسکتی اس پابندی کے ساتھ آمد اور جائیداد کی الگ الگ شرح رکھی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر ۶: اگر وصیت کرنے والا یہ خواہش کرے کہ میری مجبوری ہے میری وصیت شائع نہ کی جائے تو کیا اس صورت میں وصیت منظور کی جاسکتی ہے؟

جواب: وصیت کی اشاعت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دو رسالوں میں یا اخباروں میں شائع ہو۔ اس لئے کوئی ایسی خواہش جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے خلاف ہو قبول نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی وصیت منظور کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی یہ خواہش کرے کہ میری اصل آمد یہ درج کرلی جائے اور شائع کم کی جائے میں چندہ اور جائیداد کا اصل آمد کے حساب سے معاملہ کروں گا۔ لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے اسے پورے طور پر شائع نہیں کروانا چاہتا تو اس کی اس خواہش کو قبول نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس شکل میں وصیت قبول کی جاسکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ ''وصیّت کو لکھ کر اس سلسلہ کے امین مفوض الخدمت کو سپرد کر دینا لازمی امر ہوگا اور ایسا ہی چھاپ کر شائع کرنا بھی'' نیز یہ بھی تحریر فرمایا کہ ''ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لئے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخبار میں اس کو شائع کرا دیں۔'' (الوصیّت صفحہ ۲۲و۲۵)

سوال نمبر ۷: کیا شرط اوّل کا چندہ دینا ضروری ہے اور اس کی شرح کیا ہے؟

جواب: ہر وصیت کرنے والے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت بہشتی مقبرہ کی تزئین و آرائش و ضروریات کے لئے ایک ہی دفعہ اپنی حیثیت کے مطابق

چندہ شرط اوّل کا دینا ضروری ہے اور اپنی حیثیت کے مطابق دینا ہی شرح ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں ’’اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے مَیں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوش نما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنوآں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں پل طیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔‘‘ (الوصیت صفحہ نمبر ۱۹-۲۰)

سوال نمبر ۸: وصیت کے ساتھ کیا چندہ جلسہ سالانہ دینا ضروری ہے؟

جواب: وصیت کے لئے صرف وصیت کا ادا کرنا ہی ضروری ہے اور اسی کے متعلق دفتر وصیت معاملہ کرتا ہے۔ لیکن ایسا موصی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وصیت کے نظام میں شامل ہوتا ہے اس کے تقویٰ کا تقاضا ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی اور چندہ کی بھی اپنی زندگی میں اس کے علاوہ تحریک کی ہو تو اس آواز پر بھی لبیک کہنے والا ہو۔ یہ نہ ہو کہ اس تناظر میں کہ چونکہ اس کا معاملہ وصیّت کے وقت شمار نہیں ہوتا اس لئے اس چندہ کو نہ بھی دوں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب سے جلسہ سالانہ کی ابتداء ہوئی ہے خود خرچ کیا اور اس کے لئے الگ سے احباب جماعت کو چندہ کی تحریک کی ہے۔ کمانے والے احباب کو لازماً شرح کے مطابق اپنی کل سالانہ آمد کا ایک سو بیسواں حصہ چندہ جلسہ سالانہ دینا ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۹: وصیّت کے لئے کم از کم عمر کی حد کیا ہے؟

جواب: کم از کم حد عمر برائے وصیت پندرہ سال ہے۔ قانونی بلوغت کی عمر یعنی اٹھارہ سال کے بعد وصیّت کی تجدید کی جانی ضروری ہے۔ بلوغت کی عمر سے قبل طالب علمی کی صورت

میں جیب خرچ کی بنیاد پر وصیت ہوجاتی ہے۔ خواہ جائیداد کتنی ہی کم کیوں نہ ہو یا بالکل نہ ہو۔ طالب علم خود کچھ رقم معین کر کے جیب خرچ یا وظیفہ کی شکل میں مالی قربانی کا تسلسل قائم رکھنے کے لئے چندہ حصہ آمد ادا کیا کرے۔ لیکن زمانۂ طالب علمی کے بعد برسر روزگار یا جائیداد کا ہونا یا دونوں امور کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ مستورات اگر برسر روزگار نہ ہوں تو ان کے لئے معقول جائیداد کا ہونا ضروری ہوگا۔

سوال نمبر ۱۰: چندہ جات کی تصدیق کی وضاحت کر دی جائے نیز فارم کے نیچے نام اور پتہ لکھا ہوا ہے یہاں کس کا نام اور پتہ لکھا جائے گا۔ فارم پُر کرنے کے بعد کیا کرنا چاہئے اور کیا مزید کارروائی ہوتی ہے۔

جواب: سیکرٹری صاحب مال اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جب سے یہ احمدی دوست ہماری جماعت میں ہیں اس وقت سے ہر ذریعہ آمد پر لازمی چندوں کے بقایادار نہیں ہیں۔ اگر ان کی ملازمت سے ریٹائرمنٹ پر کوئی بھی ایسی آمد ہوئی ہے مثلاً گریجوائٹی یا پراویڈنٹ فنڈ کی رقم اور اس کا منافع یا کسی بانڈ وغیرہ کی انعامی رقم تو ہر ایسی آمد پر انہوں نے واجب چندہ ادا کر دیا ہے۔ نیز اگر یہ دوست کسی دوسری جماعت سے نقل مکانی کر کے آئے ہیں تو ان سے دریافت کیا جائے درخواست کی جائے کہ وہ اس جماعت کے امیر یا صدر کی تصدیقی چٹھی لا دیں جس میں اس بات کی تصدیق ہو کہ وہ وہاں بقایادار نہیں تھے۔ اگر کسی وجہ سے یہ وہاں سے تصدیقی چٹھی نہیں لا کر دے سکتے تو تصدیق کرتے وقت فارم پر یہ لکھ دیا جائے کہ ہماری جماعت میں شامل ہونے سے پہلے فلاں جماعت کے ممبر تھے اور اس سے قبل کے لازمی چندہ جات کی تصدیق اس جماعت سے لے لی جائے اور مجلس عاملہ میں پیش ہونے پر صرف امیر/صدر جماعت کے دستخط کافی ہیں اور نام و پتہ والی جگہ پر سیکرٹری مال کا نام اور پتہ لکھا جائے گا۔ اس کے ساتھ ذیلی تنظیم کے عہدیدار مثلاً انصار ہے تو زعیم/زعیم اعلیٰ اور خادم ہے تو قائد مجلس اور عورت ہے تو صدر لجنہ اماء اللہ کے دستخط ہوں گے۔

وصیت فارم پُر کر کے اپنے حلقہ کے صدر/سیکرٹری صاحب وصایا کو دے دیا جائے۔

وہ بعد تکمیل وضروری کاروائی مرکز میں بھجوا دیں گے۔

مرکز میں ایک رجسٹر پر وصیّت درج ہو کر مسل نمبر جاری ہو جاتا ہے۔(روئیداد اجلاس اوّل منعقدہ ۲۹/جنوری ۱۹۰۶ء نمبر ۳ جز و الف "اگر ضرورت ہو تو وصیّت کنندگان وصیّت کا مسودہ۔۔۔۔طلب کریں اور اس کی نقل سادہ کاغذ پر از سر نو کریں۔اور جہاں جگہ چھوڑی گئی ہے وہاں حسب حالات خود خانہ پری کرلیں) اور اس کے بعد اخبار میں اشاعت کے لئے وصیّت بھجوائی جاتی ہے۔ اخبار میں شائع کرنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ موصی نے جو آمد اور جائیداد لکھوائی ہے اس کے بارہ میں اگر کسی کو کوئی ایسی معلومات ہوں جو اس سے مختلف ہوں تو وہ اس کی دفتر کو اطلاع کردے۔ یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اگر کسی کو علم ہو کہ وصیّت میں درج کردہ بیان اس کی ذاتی معلومات کے مطابق درست نہیں ہے اور اگر وہ کسی وجہ سے دفتر کو اطلاع نہیں دیتا اور مرکز کے علم میں نہیں لاتا تو یہ بددیانتی ہے۔ یہ معلومات بغیر کسی خوف اور ڈر کے دینی چاہئیں۔ اصل ڈر اور خوف تو خدا تعالیٰ کا ہونا چاہئے۔ دفتر ایسی معلومات دینے والے کے نام کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا اور تحقیق کروالیتا ہے۔ وصیّت ایک انسان کا خدا سے معاملہ ہے توقع تو یہی ہوتی ہے کہ موصی دیانت داری سے اپنا معاملہ کر رہا ہے۔

سوال نمبر ۱۱: وصیّت فارم پُر کرتے وقت مصدق کی خانہ پُری کیسے کی جائے؟

جواب: اگر مرد موصی ہو تو دو مصدقین کے دستخط ہی کافی ہوں گے۔ جنہوں نے گواہی کے طور پر دستخط کئے ہیں وہی مصدق بھی ہو سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی مصدق ہو سکتے ہیں۔ مستورات کی وصیت کی صورت میں دو مصدقین کے علاوہ وہ جس جماعت کی لجنہ کی ممبر ہے اس کی صدر لجنہ اماء اللہ تیسرے مصدق کے طور پر دستخط کریں گی۔

سوال نمبر ۱۲: وصیّت فارم پُر کرنے کے لئے کوئی خاص ہدایت؟

جواب: وصیّت فارم پُر کرتے وقت احتیاط سے صاف ستھرا لکھا جائے تا کہ پڑھنے میں آسانی ہو اور ایک ہی سیاہی سے لکھا جائے تو اچھا ہوگا۔ کوئی ہندسہ کٹا ہوا نہ ہو اگر کسی وجہ سے بامر مجبوری کوئی ہندسہ یا عبارت کاٹنی پڑتی ہے تو اس کے ساتھ دستخط ہوں۔ موصی اپنی

دستخطوں کے ساتھ پتہ مکمل لکھے اور گواہوں کے نام اور پتہ جات بھی لکھے جائیں موصی اور گواہوں کے دستخطوں کے علاوہ نشان انگوٹھا بھی لگانا ضروری ہے مرد کے بائیں اور عورت کے دائیں انگوٹھے کا نشان لگایا جائے گا۔

سوال نمبر ۱۳: وصیت کی بنیاد کم از کم کیا ہے؟

جواب: وصیت کے لئے بنیاد:

۱۔ جائیداد کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً زمین، زیور اور حق مہر وغیرہ

۲۔ اگر کوئی جائیداد نہ ہوتو برسر روزگار اور آمد ہونا ضروری ہے۔

۳۔ جائیداد اور آمد کی صورت میں دونوں پر وصیت کی شرط عاید ہوگی۔

۴۔ جائیداد اتنی ہو کہ ایک اوسط درجہ کے گھر کے مکین اس کی آمد پر گزارہ کر سکتے ہوں۔

۵۔ شادی سے قبل اگر طالب علمی نہ ہوتو جائیداد اس قدر ہو جس کے حصہ جائیداد کی ادائیگی سے مالی قربانی کا ایک نمایاں پہلو نکلتا ہو۔

۶۔ شادی کے بعد عورتوں کو حسب توفیق رہن سہن کے معیار کے لحاظ سے مالی قربانی کرنی چاہئے۔ خاوند مناسب جیب خرچ مقرر کرے اور اس کو ملحوظ رکھ کر بیوی مالی قربانی کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے اس جیب خرچ پر چندہ حصّہ آمد ادا کرے۔

سوال نمبر ۱۴: جائیدا سے کیا مراد ہے؟

جواب: جائیداد سے مراد موصی کی مملوکہ وہ تمام جائیداد منقولہ، غیر منقولہ ہے جو مجلس کار پرداز کے نزدیک جائیداد متصور ہوتی ہو اور جو مجلس کار پرداز کے کسی ضابطہ کے تحت مستثنیٰ نہ کی گئی ہو۔ قواعد وصیّت نمبر ۲ جزو (V)

سوال نمبر ۱۵: وصیّت کرتے وقت جائیداد کی کیا صورت درج ہونی چاہئے؟

جواب: وصیّت کرتے وقت ہر ایسی جائیداد جو موصی کے اپنے نام ہو یا اس نے کسی عزیز یا کسی اور شخص کے نام کر رکھی ہو وصیت میں اس شخص کی جائیداد شمار ہوگی۔

بعض اوقات وصیت کرنے والے نے ایسے شخص کے نام جائیداد لگوائی ہوتی ہے جو اس کے ساتھ ہی وصیت کر رہا ہے مثلاً باپ بیٹا یا میاں بیوی تو اس صورت میں جائیداد باپ یا خاوند کی شمار ہوگی نہ کہ بیٹے یا بیوی کی۔ جب یہ مالک بنیں گے تو اس وقت یہ جائیداد ان کی شمار ہوگی۔

بیرونی ممالک میں اکثر جائیداد میاں بیوی کے نام پر مشترکہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر ہر دو میاں بیوی کی رقم برابر لگی ہوئی ہے تو جو وصیّت کرے گا وہ اپنے حصہ جائیداد کی الگ وصیّت کر سکتا ہے۔ لیکن اگر صرف ملکی قانون کی وجہ سے حصہ دار ہیں اور دونوں میں سے ایک کی رقم لگی ہے تو جس کی رقم لگی ہوگی وصیّت میں اس کی جائیداد شمار ہوگی۔ ملکی قانون شریعت پر لاگو نہیں ہوتا۔ اس لئے ملکیت کی وضاحت کی جانی ضروری ہوگی۔

قرض پر لی گئی جائیداد کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ارشاد ہے کہ:

''اس ضمن میں اصولی طرز عمل یہ ہے کہ جو شخص زندگی میں اپنی جائیداد کا حصہ وصیّت ادا کرنا چاہتا ہے تو اسے بعض شرائط کے ساتھ منظور کر لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اپنی جائیداد پر اتنا قرض دینا ہے یہ منہا کر لیا جائے اور بقیہ پر حصّہ وصیّت کی ادائیگی ہو جائے تو ایسے معاملے میں بعض پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ ان پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے عام طور پر یہی بہتر ہے کہ جس نے قرض پر جائیداد بنائی ہو اس جائیداد پر حصہ وصیّت اس کی زندگی میں اسی صورت میں قبول کیا جائے کہ وہ قرض کی ذمہ داری اپنی ذات پر رکھے اور پوری جائیداد کی قیمت پر حصّہ وصیّت ادا کر کے فارغ ہو جائے۔

اگر وہ قرض کو منہا کر کے حصّہ وصیت ادا کرنا چاہے تو منظوری کی صورت میں اس کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ یہ حصّہ وصیّت صرف اس جائیداد کا ہوا ہے جس پر کسی قسم کا قرض نہیں تھا اور جس جائیداد پر قرض ہے اس کا معاملہ وفات کے دن تک ملتوی سمجھا جائے گا۔ یعنی اگر اس وقت تک قرض ادا کر دیا گیا ہو تو جائیداد کے اس حصّے کی وصیت کا مطالبہ وفات کے بعد کیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنی زندگی میں قرض کے عذر پر اس حصّہ کی وصیّت ادا نہ کی تھی۔ اگر کچھ قرض

باقی ہو تو پھر اس جائیداد کا تخمینہ کر کے اس میں سے قرض منہا کر لیا جائے اور بقیہ قیمت جائیداد پر وصیت واجب الادا ہوگی۔ یہ اصولی طرز عمل ہے اس کا سب پر اطلاع ہوگا۔۔۔۔۔۔۔(خط محررہ ۲۸/۱/۱۹۹۰ء)

✱ سوال نمبر ۱۶: کیا مستورات کے لئے حق مہر جائیداد کی صورت میں شمار ہوگا؟

جواب: مستورات کے لئے حق مہر جائیداد کی صورت میں شمار ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۱۷: وصیت کے لئے گھریلو اشیاء جائیداد کی صورت میں شمار ہو سکتی ہیں؟

جواب: گھریلوں اشیاء وصیّت میں جائیداد کی صورت میں شمار نہیں ہوتیں۔ اگر کوئی ان اشیاء کو درج کرتا ہے اور خود ہی حصّہ جائیداد کی صورت میں کوئی ادائیگی کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی مرضی ہوتی ہے۔ نظام کی طرف سے ان اشیاء کو نہ جائیداد شمار کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان پر حصّہ جائیداد کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۸: عام استعمال کی کونسی اشیاء وصیّت میں شمار ہوتی ہیں؟

جواب: عام اشیاء جو وصیّت میں شمار ہوتی ہیں ان میں کار، موٹر سائیکل، سرمایہ دوکان و کاروبار وغیرہ اور اسی طرح ٹریکٹر ٹرالی، گائے، بھینس، بیل اور بکری وغیرہ بھی نیز ایسی قیمتی اشیاء جن کو وارثان بھی جائیداد کے طور پر شمار کرتے ہیں اور بطور ورثہ ان کی تقسیم شرعی کرتے ہیں وصیّت کے لئے شمار کی جاتی ہیں۔

سوال نمبر ۱۹: وصیّت کا چندہ کب سے دینا ضروری ہے جبکہ ابھی مسل نمبر یا وصیّت نمبر جاری نہیں ہوا اور رسید کیسے بنوائی جائے؟

جواب: وصیّت کرنے کے ساتھ ہی اگر وصیّت فارم پر تاریخ تحریر سے لکھا ہو تو چندہ حصہ آمد واجب ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں اس وقت نام کے ساتھ نئی وصیّت لکھ کر چندہ حصّہ آمد ادا کر دینا کافی ہوگا۔ جب مسل نمبر جاری ہوگا تو یہ چندہ از خود اس مسل نمبر کے تحت درج ہو جائے۔ وصیت نمبر مل جانے کی صورت میں یہ چندہ وصیّت نمبر کے تحت درج ہو جائے گا۔ پھر وصیّت نمبر کے ساتھ چندہ حصّہ آمد و جائیداد کی ادائیگی کی جائے۔

سوال نمبر ۲۰: کیا والدین یا دیگر اعزّہ کی طرف سے ملنے والا ترکہ وصیّت میں شامل ہوگا؟

* **جواب:** وصیّت کے وقت اگر والدین یا کسی بھی رشتہ دار کی طرف سے کوئی ورثہ ملا ہو تو صراحت کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے کہ یہ جائیداد فلاں عزیز کی طرف سے ورثہ میں ملی ہے۔ لیکن اگر یہ ورثہ وصیّت کے بعد ملا ہو تو ملنے کے ساتھ ہی دفتر وصیّت کو اطلاع کر دی جائے۔ عموماً یہ اطلاع نہیں دی جاتی اور بوقت وفات جب وارثان سے یہ سوال ہوتا ہے کہ مرحوم موصی کو اس کے والدین یا کسی عزیز کی طرف سے کیا ترکہ ملا ہے تو علم ہی نہیں ہوتا اور یہ بات اس وقت پریشانی کا باعث بنتی ہے اور وارثان اور دیگر لواحقین جو ساتھ آئے ہوتے ہیں طرح طرح کے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں اور بعض اوقات اس طرح کا نامناسب تبصرہ بھی ہو جاتا ہے جو زیب نہیں دیتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو بھی اس مشکل سے بچایا جائے اور وارثان کو بھی اس مشکل میں نہ ڈالا جائے اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ موصی خواہ اپنی زندگی میں ادائیگی کرے یا نہ کرے لیکن جائیداد کی تبدیلی اور ورثہ یا کسی بھی صورت میں کوئی رقم ملنے پر ساتھ کے ساتھ اطلاع دے دیا کرے۔

سوال نمبر ۲۱: وصیّت کے لئے کس آمد کو آمد کے طور پر شمار کیا جاتا ہے؟

جواب: ایک موصی کی عموماً درج ذیل ذرائع سے آمد ہوتی ہے لیکن اگر کسی موصی کے ایک سے زائد ذرائع آمد ہوں تو اس کے لئے ہر ذریعہ آمد پر چندہ کی ادائیگی کرنا ضروری ہے۔

الف: ملازمت۔

(۱) تنخواہ کے طور پر ہر وہ رقم جو اس کے گریڈ میں بعد ترقیوں کے شمار کی جاتی ہے آمد شمار ہوتی ہے۔

(۲) حکومت یا کوئی ادارہ اپنے ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ اگر کسی اور نام سے کوئی رقم دے رہا ہے مثلاً کرایہ مکان، مہنگائی الاؤنس یا کسی اور نام کے ساتھ تو یہ رقم بھی آمد شمار ہوگی۔ اسی طرح بونس کی رقوم بھی آمد شمار ہوتی ہیں۔

(۳) گورنمنٹ کے ملازمین جن کی تنخواہوں سے کوئی ایسی کٹوتی جولازماً قانونی طور پر کی جاتی ہے وہ آمد میں شمار نہیں ہوتی مثلاً انکم ٹیکس جنرل انشورنس۔ بنا ولنٹ فنڈ وغیرہ۔

(۴) جن ملازمین کی تنخواہوں سے پراویڈنٹ فنڈ کی کٹوتی ہوتی ہے اگر ملازم اس رقم کو اپنی آمد میں سے منہا کر رہا ہے تو وقتی طور پر اس رقم کو آمد میں سے کم کرلے گا لیکن اس رقم کے واپس کے ملنے پر چندہ واجب ہوگا۔

(۵) ریٹائرمنٹ کے بعد یا ادارہ سے فراغت ہونے پر پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ پر اگر پہلے چندہ ادا نہیں کیا تو ملنے والی ساری رقم پر پراویڈنٹ فنڈ اور اس کے منافع اور گریجوائٹی پر چندہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ رقم اکٹھی ملے تو چندہ بھی یکمشت ادا کرنا ہوگا اور اگر رقم قسطوں میں ملے تو چندہ بھی ملنے والی رقم پر اس کے حساب سے ادا کرنا ہوگا۔

(۶) گورنمنٹ کی طرف سے یا کسی ادارہ کی طرف سے اگر رہائش کی سہولت مل رہی ہو اور حکومت یا وہ ادارہ اس رہائشی سہولت کے لئے اپنے ملازم سے کرایہ مکان وغیرہ کی صورت میں کوئی رقم کاٹ رہا ہو تو یہ رقم آمد میں سے کم نہ ہوگی۔

(۷) گورنمنٹ کی طرف سے یا کسی ادارہ کی طرف سے اگر رہائش کی سہولت مل رہی ہو تو ایسی رہائشی سہولت کو آمد کے طور پر شمار نہ کیا جائے گا۔ ادارہ ایسی رہائشی سہولت کے لئے اپنے ملازم کو خواہ کرایہ کا مکان لے کر دے۔ یہ کرایہ مکان ادارہ مالک مکان کو براہ راست ادا کرے یا ملازم کے واسطہ سے ادا ہو۔ لیکن جو ملازمین از خود کرایہ کے مکانوں میں رہتے ہوں وہ اپنا کرایہ مکان آمد سے کم نہ کریں گے۔

(۸) اولڈ ایج بینیفٹ کے طور پر پنشن کے لئے کی گئی کٹوتی آمد سے کم نہ ہوگی۔

(۹) کوئی ایسی رقم جو موصی کو کسی ذریعہ سے ملے جس کو اسے اپنی مرضی سے خرچ کرنے کا اختیار ہو تو وہ رقم بھی آمد میں شمار ہوگی خواہ دینے والے نے اس پر اپنا واجب چندہ بھی ادا کر دیا ہو۔

(۱۰) ایسی رقوم جو امانتاً ہوں یا کسی خاص مقصد کے لئے یا تحفتاً ملی ہوں ان پر چندہ

واجب نہیں۔ اگر کوئی ان پر چندہ ادا کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی صوابدید پر ہے۔ مثلاً یومیہ الاؤنس، کرایہ سفر آمد ورفت، وظائف تعلیمی، عیدی، امداد گندم، امداد سرما، میڈیکل یعنی بیماری کے دوران ہونے والے اخراجات کی وصولی جو بلوں کے ذریعہ ہو یا ایسی رقم جو شادی وغیرہ کے سلسلہ میں ملے اسی طرح اپنے کسی عزیز سے یا والدین یا بچوں سے امانتاً ملنے والی رقم کہ یہ کسی چندے یا مسجد کے لئے ان کی طرف سے یا اپنی طرف سے عطیہ دے دی جائے۔ وغیرہ ذالک۔

(۱۱) اگر حکومت یا کوئی ادارہ اپنے ملازمین کو کسی سہولت مثلاً خرید کار یا تعمیر مکان وغیرہ کے لئے اس کی تنخواہ کا کچھ حصہ پیشگی بصورت قرض دے دیتا ہے تو یہ قرض ملنے پر اس پر واجب چندہ ساتھ ہی ادا کر دینا ضروری ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے اس رقم پر اس وقت واجب چندہ ادا نہ کیا جائے تو اس قرض کی قسط آمد سے منہا نہ ہوگی۔ بوقت ریٹائرمنٹ یا فراغت حکومت یا ادارہ اس بقیہ قرض کو منہا کرتا ہے تو اس وقت موصی کی اس قرض کی رقم کو اگر واجب چندہ شروع میں ادا نہیں ہوا تو آمد سے کم نہ کیا جائے گا بلکہ اس رقم پر چندہ واجب ہوگا۔

ب: زراعت۔

(۱) ایسے زمیندار جو زمین کی ملکیت رکھتے ہیں اور خود کاشت کرتے ہیں یا بٹائی یا ٹھیکہ پر دیتے ہیں اس آمد پر سولہواں حصہ ہی بطور حصہ آمد بشرح چندہ عام ادا کریں گے۔

(۲) ایسے زمیندار جو اپنی ذاتی زمین نہیں رکھتے اور ایسی زمین کی کاشت کرتے ہیں جس کے وہ خود مالک نہیں ہیں وہ اس سے حاصل ہونے والی آمد پر چندہ وصیّت دسواں حصّہ یا اپنی شرح وصیّت کے مطابق ہی ادا کریں گے۔

(۳) زمیندار اپنی زمین سے فصل اور پیداوار حاصل کرنے کے لئے جو اخراجات کرتا ہے مثلاً بیج، پانی، ہل، اپنے ملازمین کی تنخواہیں اور حکومتی آبیانہ مالیہ وغیرہ یہ تمام اخراجات آمد میں شمار نہ ہوں گے۔

(۴) زراعت پیشہ افراد یا زمینداروں کے ہاں کام کرنے والے افراد جن کو پوری

تنخواہ دینے کی بجائے معمولی نقدی کی صورت میں اور باقی سہولتوں کی صورت میں ادائیگی پر ملازم رکھا جاتا ہو تو انہیں نقد رقم کے علاوہ ایسی سہولت کو بھی آمد میں شمار کرنا چاہئے۔

ج: تجارت۔

ہر تاجر کو حساب کر کے اپنے پورے منافع پر چندہ ادا کرنا ہے۔ اگر منافع سے کوئی رقم بچت کی صورت میں ہو تو چندہ وصیت کی ادائیگی کے بعد وہ دوبارہ کاروبار میں لگائی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا ہے کہ ”تاجروں کی آمد کی تشخیص کے متعلق جو طریق میری ذہن میں ہے وہ یہ ہے کہ اپنے تمام اخراجات جو وہ اپنی ذات، اولاد، عزیز رشتہ داروں، دوستوں یا دیگر طوعی چندے ادا کرنے کے لئے نکلواتے ہیں پہلے اس پر چندہ وصیّت ادا کریں“

د: دیگر ذرائع آمد۔

ایسے افراد جنہوں نے اپنی رقوم حصص یا بنکوں میں جمع کروائی ہوئی ہیں اور ان سے آمد حاصل کرتے ہیں اس کو آمد میں شمار کیا جائے گا اور اس پر شرح وصیّت کے مطابق چندہ حصّہ آمد واجب ہوگا۔ یاد رہے کہ سود کی رقم آمد نہیں ہوتی وہ ساری کی ساری بمد اشاعت اسلام جمع ہوتی ہے۔ نیز جمع شدہ رقم پر صاحب نصاب ہونے کی صورت میں پہلے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۲۲: کیا کسی عزیز یا رشتہ کی امداد کے لئے دی گئی رقم کو آمد سے کم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کسی عزیز یا کسی رشتہ دار کو جز وقتی یا مستقل طور پر کوئی وظیفہ یا رقم بطور امداد دی جاتی ہو یا صدقات یا اور طوعی چندہ جات وغیرہ کسی بھی رقم کو آمد سے کم نہیں کیا جا سکتا۔ پہلے چندہ وصیّت ادا ہوگا اور باقی رقم میں سے دیگر طوعی چندہ جات اور امدادیں اور ذاتی اخراجات ادا ہونگے۔

سوال نمبر ۲۳: موصی باپ یا سرپرست اگر اپنی زندگی میں اپنے بچوں کو اپنے کاروبار میں شامل کرتا ہے اور بچوں کے ساتھ مل کر اپنے کاروبار کو بڑھاتا ہے۔ آہستہ آہستہ بچے

اس کاروبار کے مختار ہو جاتے ہیں تو اس صورت میں موصی کو کس سرمایہ پر چندہ دینا ہوگا۔ اگر بچے موصی ہوں تو کیا صورت ہوگی اور اگر بچے موصی نہ ہوں تو پھر کیا صورت ہوگی۔ نیز کیا یہ سارا سرمایہ بچوں کا شمار ہوگا یا موصی باپ اور سرپرست کا؟

جواب: موصی باپ یا سرپرست جب اپنے کسی بچے کو اپنے ساتھ کاروبار میں شامل کرے تو اس وقت تک کے سرمایہ کی جو پوزیشن ہوگی اس کا مالک موصی ہوگا۔ یہ صورت اس وقت تک رہتی ہے جب تک بچے ایک ٹرینی تربیت کے امتحانی مرحلے تک ہو۔ لیکن جب باپ یہ محسوس کرے کہ بچہ کاروبار کو سمجھ گیا ہے اور اس پر بھروسہ کرنے لگے امتحانی تربیت کے عرصہ والی کیفیت نہ رہے تو اس وقت حساب کر کے اپنے سرمایہ کا واجب حصہ چندہ وصیت ادا کر دے اور پھر بچے کو اپنے کاروبار میں شراکت کے اصول پر شامل کر لے۔ اگر بچے موصی ہوں تو اپنے حصہ کے پیدا ہونے پر اپنے ملکیتی سرمایہ کا چندہ حصہ جائیداد دیں گے۔ اور کاروبارہ کے منافع پر حصہ آمد۔ لیکن اگر بچے موصی نہ ہوں تو اس صورت میں بچوں کے لئے اس سرمایہ پر چندہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے البتہ اس سرمایہ کی آمد پر اپنا واجب چندہ عام ادا کریں گے۔ موصی کے لئے ضروری ہے کہ وہ احتیاط سے کام لے، اپنے سرمایہ اور آمد پر اپنا واجب چندہ حساب کر کے ضرور ادا کرے کہ وہ وصیّت کی شرح سے کم نہ ہو جائے تا کہ اس کی وصیت متاثر نہ ہو۔ اگر موصی کے بچے اس صورت میں کاروبار میں شامل ہوتے ہیں کہ وہ ایک ملازم کی طرح اپنے کاروبار سے رقم لیتے ہیں تو اس صورت میں وہ اپنی آمد پر چندہ کی ادائیگی کریں گے اور ساراہ سرمایہ موصی کی ملکیت شمار ہوگا۔

سوال نمبر ۲۴: کیا تجارت کے لئے حاصل کئے گئے قرض کو ادا کرنے کے لئے اس کی قسط کو آمد سے کم کیا جاسکتا ہے؟

جواب: تجارت کے لئے حاصل کئے گئے قرض کو ادا کرنے کے لئے اس کی قسط کو پہلے کل منافع سے کم کیا جائے گا اور بعد میں باقی رقم کو آمد شمار کیا جائے گا۔

سوال نمبر ۲۵: کسی ارضی یا سماوی آفت سے یا تجارت میں کسی نقصان کی صورت

میں اگر کسی جائیداد کو فروخت کر کے نقصان پورا کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو کیا ایسی جائیداد کے فروخت سے حاصل ہونے والی رقم پر چندہ ادا کرنا ضروری ہوگا؟

جواب: ایسی جائیداد کے فروخت کرنے پر چندہ ادا کرنا ضروری نہیں مگر اس کی مجلس کارپرداز کو اطلاع اور حالات کا لکھنا ضروری ہوگا۔

سوال نمبر ۲۶: اگر ایک موصی اپنے کاروبار میں قرض لے کر سرمایہ لگاتا ہے اور قرض کی رقم ابھی واپس نہیں ہو پاتی کہ وہ وفات پا جاتا ہے تو کیا اس بچنے والی ساری رقم پر چندہ واجب ہوگا؟

جواب: ورثہ کا اصول ہے کہ ترکہ میں سے پہلے قرض ادا ہوگا اور بعد میں وصیّت کا حصہ بنے گا اور پھر وارثان میں ترکہ تقسیم ہوتا ہے۔ اس لئے قرض کے بعد باقی رقم پر چندہ وصیّت واجب ہوگا۔

سوال نمبر ۲۷: ایسی جائیداد جس کے ذریعہ سے آمد کا حصول ہو اور اس پر گذارہ کی صورت میں کیا ایسی جائیداد پر ہونے والا خرچ اس کی آمد سے منہا ہو سکتا ہے؟

جواب: ایسی جائیداد سے جو کسی کا ذریعہ آمد ہو اس پر مرمت وغیرہ کے اخراجات اور ٹیکس یا گورنمنٹ کے واجبات آمد سے منہا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ موصی اس آمد کی ساری رقم کو اس کی تعمیر پر ہی خرچ کر دے اور اس پر گزارہ نہ ہو تو اس صورت میں آمد سے گورنمنٹ کے واجبات نکال کر پہلے چندہ ادا ہوگا اور پھر بعد میں باقی بچنے والی رقم اس کی تعمیر نو پر خرچ کی جاوے گی۔

سوال نمبر ۲۸: کیا وصیت کرتے ہی حصہ جائیداد ادا کرنا ضروری ہے؟

جواب: وصیّت کرنے کے ساتھ ہی جائیداد کے حصہ کا ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ سہولت موجود ہے کہ موصی وصیّت کے بعد اپنی زندگی میں تشخیص جائیداد کروا کر حصہ جائیداد ادا کر سکتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے موصی نے اپنی زندگی میں جائیداد کی تشخیص نہیں کروائی یا اس کو تشخیص کروا کر حصہ جائیداد کے ادا کرنے کا موقع نہیں ملا تو بوقت وفات بہر حال حصہ جائیداد

یکمشت ادا کرنا ضروری ہوگا۔

سوال نمبر ۲۹: کیا بغیر تشخیص جائیداد کے حصہ جائیداد ادا کیا جا سکتا ہے؟

جواب: بغیر تشخیص جائیداد کے حصّہ جائیداد ادا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دفتر کی طرف سے اس کا سرٹیفیکیٹ نہیں جاری کیا جا سکتا تاوقتیکہ باقاعدہ تشخیص ہو کر حصہ جائیداد کا تعیّن نہ ہو جائے۔ تشخیص کے بعد اس ادا کی جانے والی رقم کو حصہ جائیداد کے طور پر شمار کر لیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۳۰: اگر عدم علم کی بناء پر ایک موصی بوقت وصیّت اپنے طور ر حصہ جائیداد کے چندہ کی ادائیگی کر دیتا ہے تو کیا اس کو حصہ جائیداد کی ادائیگی شمار کر لیا جاتا ہے نیز موصی کی اپنی لکھی ہوئی قیمت تشخیص شمار ہو جاتی ہے یا باقاعدہ تشخیص کروانا ضروری ہوتا ہے؟

جواب: موصی کی اپنی لکھی ہوئی قیمت تشخیص مین شمار نہیں ہوتی بلکہ باقاعدہ تشخیص کی کاروائی کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ عمومًا تشخیص کی درخواست کے وقت جو قیمت ہوگی شمار کی جاتی ہے اور اس سے قبل ادا ہونے والی رقم کی ایڈجسٹمنٹ ہی ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ واضح طور پر معلوم ہو کہ ارادہ حصہ جائیداد کی ادائیگی کا تھا اور بوجہ عدم علم ایسا ہوا ہے کہ اس وقت تشخیص کی کاروائی نہ ہو سکی تو اس صورت میں حصہ جائیداد کی ادائیگی کی تاریخ کو بھی جو قیمت جائیداد کی ہوگی اسے شمار کئے جانے کی درخواست پر غور ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۳۱: تشخیص کی مدت کب سے شمار ہوتی ہے۔ تاریخ درخواست سے یا صدر انجمن احمدیہ کی منظوری کی تاریخ سے؟

جواب: تشخیص کی مدت صدر انجمن احمدیہ کی منظوری کی تاریخ سے شمار ہوتی ہے؟

سوال نمبر ۳۲: جائیداد کی تشخیص کے بعد حصہ جائیداد کی ادائیگی کی کیا صورت ہوتی ہے۔ یکمشت دینا ضروری ہے یا اقساط میں بھی ادائیگی ہو سکتی ہے۔ اقساط کی صورت میں اقساط کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: جائیداد کی تشخیص کے بعد دفتر کی طرف سے اس کی ادائیگی کی تفصیل درج ہوتی ہے۔ زندگی میں تشخیص جائیداد کے بعد ایسی جائیداد جس میں ذاتی رہائش ہوتی ہے اس کی

ادائیگی کی مدت پانچ سال ہے۔ان اقساط کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ مشخصہ جائیداد کی رقم کا پانچواں حصہّ ہر سال جمع ہو۔ایک سال کی اقساط یکمشت بھی دی جاسکتی ہیں۔ایسی جائیداد جس میں ذاتی رہائش نہ ہو اس کی ادائیگی کی مدت دو سال ہے۔اگر کسی جائیداد کی تشخیص ہو لیکن معینہ مدت میں ادائیگی نہ ہو سکے تو پہلی تشخیص منسوخ شمار ہوتی ہے اور درخواست پر دوبارہ تشخیص ہوگی۔اور اگر جزوی ادائیگی ہوئی ہے تو وہ بعد مدت معینہ دوبارہ تشخیص کی درخواست پر اس ادائیگی کی نسبت سے نئی تشخیص کی ادائیگی شمار ہوتی ہے۔مثلاً:

ایک شخص نے ایک جائیداد کی تشخیص کروائی اور وہ دس لاکھ روپے ہوئی۔معینہ مدت میں اس نے ایک لاکھ روپے حصہ جائیداد دینا تھا لیکن اس معینہ مدت میں وہ ایک لاکھ کی بجائے ساٹھ ہزار دے سکا۔گویا کل واجب رقم کا ساٹھ فیصد حصہ ادا ہوا۔اب جب دوبارہ تشخیص ہوگی وہ جو بھی تشخیص ہوگی اس کا ۶۰ فیصد حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔اگر دوبارہ اسی جائیداد کی تشخیص بارہ لاکھ ہوتی ہے اور واجب حصہ ایک لاکھ بیس ہزار بنتا ہے تو اس کا ۶۰ فیصد یعنی ۷۲ ہزار ادا شدہ شمار ہوگا اور باقی ۴۸ ہزار دینا ہوگا۔اگر کم قیمت تشخیص ہوگی تو ادائیگی بھی اسی نسبت سے کم شمار ہوگی۔

ذاتی رہائش کی صورت میں ایک لاکھ پانچ سال میں دینے ہیں تو ہر سال پانچواں حصہ یعنی ۲۰ ہزار کی ادائیگی کا ہونا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۳۳: اگر کسی موصی کی ایک سے زیادہ جائیدادیں ہوں تو کیا ساری جائیدادوں کی اکٹھی تشخیص کروانا ضروری ہوگا یا الگ الگ بھی تشخیص کی کارروائی ہوسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی موصی کی ایک سے زیادہ جائیدادیں ہیں تو یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اکٹھی تشخیص کروالے یا ایک ایک کر کے تشخیص کروائے اور ایک جائیداد کی ادائیگی کے بعد دوسری کی کارروائی کروا کر ادائیگی کرے۔اس بات کا بھی موصی پر انحصار ہے کہ وہ ایک ایک کی بجائے چھوٹے ٹکڑے بنالے اور ہر ٹکڑے کی الگ الگ تشخیص کی کارروائی کروالے۔بہرحال یہ ضروری نہیں کہ اکٹھی تشخیص کی کارروائی جائے۔

سوال نمبر ۳۴: جائیداد کی تشخیص اور حصہ جائیداد کی ادائیگی کے بعد کیا اس جائیداد پر حاصل ہونے والی آمد پر چندہ ادا کرنا ضروری ہے؟

جواب: ہر موصی کے لئے اپنی جائیداد پر خواہ تشخیص ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس سے حاصل ہونے والی آمد پر چندہ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس چندہ کی شرح سولہواں حصہ ہی ہے۔ اسے مالی نظام کی زبان میں حصہ آمد بشرح چندہ عام کہتے ہیں۔ جماعت ایسی رقوم کی رسید وتفصیل حصہ آمد کی مد میں ہی بنائے گی۔

سوال نمبر ۳۵: کوئی ایسی جائیداد جو موصی کو ورثہ میں ملے لیکن اس پر کوئی ایسا قبضہ ہو جس کی وجہ سے موصی کا اس پر کوئی تصرف نہ ہو اور نہ ہی آمد ملے تو کیا اس جائیداد پر حصہ جائیداد دینا ہوگا اور کیا اس سے جو آمد پیدا ہو رہی ہے اور حاصل نہیں ہو رہی اس پر چندہ حصہ آمد دینا ہوگا؟

جواب: اگر جائیداد پر ناجائز قبضہ ہو اور قبضہ کی ایسی صورت ہے کہ قابضین وارث یا غیر وارث ہیں اور مقدمہ کی شکل ہے تو اس جائیداد پر قبضہ کے بعد حصہ آمد و جائیداد دینا ہوگا۔ اس بارہ میں دفتر کارپرداز کو اور نظام جماعت کو اُن ناجائز قابضین (احمدی ہونے کی صورت میں) کے بارہ میں اطلاع دینی ضروری ہوگی تاکہ دفتر کارپرداز یا نظام جماعت اس غیر شرعی فعل پر ان کے خلاف کارروائی کر سکے۔

سوال نمبر ۳۶: دفتر کی طرف سے تشخیص کے بارہ میں جس قیمت کا فیصلہ ہو تو کیا موصی اس تشخیص کا پابند ہے یا اس پر رائے بھی دی جاسکتی ہے؟

جواب: دفتر کی طرف سے اطلاع ملنے پر تحریر ہوتا ہے کہ کیا آپ کو اس تشخیص پر کوئی اعتراض تو نہیں۔ اگر موصی خیال کرتا ہے کہ وہ رقم زیادہ ہے تب بھی اس پر رائے دے سکتا ہے اور اپنی وجوہات لکھ کر اعتراض کر سکتا ہے۔ دفتر اس پر دوبارہ متعلقہ جماعت کو ان وجوہات کو سامنے رکھ کر رپورٹ کے لئے لکھے گا۔ لیکن اگر پھر بھی جماعت اسی قیمت پر اپنی رپورٹ دے تو وہی قیمت تسلیم ہوگی جو دفتر کارپرداز نے بعد منظوری صدر انجمن احمدیہ اطلاع دی ہوگی۔ اس

پر موصی کی طرف سے یہ پیش کش ہو سکتی ہے کہ اس صورت میں اس کی جائیداد کا حصہ ہی بطور حصّہ جائیداد کے قبول کر لیا جائے۔ اس پر بھی صدر انجمن احمدیہ ہی فیصلہ کرے گی کہ جائیداد لے لی جائے یا موصی کی تجویز کردہ قیمت کو تسلیم کر لیا جائے۔

اسی طرح دیانت داری کا تقاضا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہے اگر موصی یہ سمجھے کہ جماعت کے احباب کو سمجھنے میں مغالطہ لگا ہے اور جو قیمت تشخیص ہوئی ہے وہ کم ہے اگر میں اپنے وارثان کو زیادہ ملکیت کی چیز دے رہا ہوں تو نظام جماعت کو کیوں کم دوں اگرچہ انہوں نے کم ہی تشخیص کی ہے تو اس صورت میں اس کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ دفتر کو لکھے کہ میری جائیداد کی قدر زیادہ ہے اور اس کی بجائے اتنی ہے تو اس پر بھی دفتر ہی فیصلہ کرے گا جو بعد منظوری صدر انجمن احمدیہ لاگو ہوگا۔

سوال نمبر ۳۷: وصیت کے بعد اگر جائیداد میں تبدیلی ہو تو کیا اطلاع دینا ضروری ہے؟

جواب: دفتر وصیّت ہر پانچ سال کے بعد جائیداد کی موجودہ صورت حال کی اطلاع طلب کرتا ہے لیکن موصی کے لئے ضروری ہے کہ جائیداد کی کسی بھی تبدیلی کے وقت ساتھ ہی موجودہ کیفیت کی اطلاع دے دیا کرے۔ اس اطلاع سے بہت سی پیچیدگیوں سے بچا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۳۸: اگر موصی ایک دفعہ تشخیص کروا کر معینہ مدت میں واجب چندہ ادا کر دے تو کیا دوبارہ بھی تشخیص کروا سکتا ہے؟

جواب: ایک دفعہ تشخیص ہو کر چندہ ادا ہو جائے تو دفتر کی طرف سے دوبارہ مطالبہ نہ ہوگا۔ خواہ قدر میں کتنا ہی اضافہ ہو گیا ہو۔ اگر موصی از خود اس بات کو محسوس کرے کہ میں نے سستے زمانے میں تشخیص کروائی تھی اور میری جائیداد کی قدر میں بہت اضافہ ہو گیا ہے اور اس صورت میں اگر میں اپنی اولاد اور وارثان کو بہت زیادہ قدر کے ساتھ ترکہ دے رہا ہوں تو جماعت کو بھی اسی لحاظ سے زائد رقم دے دوں۔ اس خیال سے وہ دفتر کو یہ کہہ کر اپنی جائیداد کی

زائد ادائیگی کرسکتا ہے لیکن دوبارہ تشخیص کی کاروائی نہیں ہوگی۔ از خود اپنی جائیداد کے بارہ میں یہ فیصلہ کرسکتا ہے۔ نظام کی طرف سے اس پر پابندی نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی مطالبہ۔

سوال نمبر ۳۹: وصیت سے قبل جبکہ وصیت کی سوچ نہیں تھی ذاتی ضرورتوں کے لئے جائیداد فروخت کردی گئی اور رقم بھی استعمال ہوگئی تو کیا بوقت وصیت اس جائیداد کا وصیت میں لکھنا ضروری ہوگا اور اس پر چندہ بھی ادا کرنا ہوگا؟

جواب: ایسی جائیداد جو وصیّت سے قبل فروخت کردی گئی ہو اور رقم بھی استعمال ہوگئی ہو بوقت وصیّت اس کا اندراج ضروری نہیں اور نہ ہی ایسی صورت میں اس ذاتی استعمال والی جائیداد کی رقم پر چندہ ادا ہوگا۔ لیکن یہ بات ضروری ہے کہ بوقت وصیّت اس کی معتد بہ یا معقول جائیداد بھی موجود ہو۔ اگر کوئی اپنی جائیداد فروخت کر کے یا اپنے وارثان میں تقسیم کر کے کچھ اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور اس پر وصیّت کرنا چاہے تو اس صورت میں صرف اس جائیداد پر وصیّت نہیں ہوتی۔ اس تقسیم شدہ جائیداد یا فروخت شدہ جائیداد کو بھی وصیّت میں درج کرنا ہوگا۔

سوال نمبر ۴۰: اگر کسی کی جائیداد کی بنیاد نقدی کی صورت میں ہو تو کیا اس کو حصّہ جائیداد بوقت وصیت ادا کرنا ہوگا یا بعد میں کسی وقت بھی ادا ہوسکتا ہے؟

جواب: اگر کسی موصی یا موصیہ کی جائیداد نقدی کی صورت میں ہو تو بعد منظوری وصیّت اس پر چندہ حصّہ جائیداد فوری ادا کرنا ضروری ہوگا۔ (دفتر وصیّت کی طرف سے اس سلسلہ میں باقاعدہ ہدایت بھی بھجوائی جاتی ہے) اگر بعد ادائیگی چندہ اس نقدی پر کوئی جائیداد بنالی جائے گی تو اس جائیداد پر چندہ حصّہ جائیداد بھی ادا ہوگا۔ بوقت وفات نقدی کی ایسی رقم پر جس پر موصی کی تحریر ہو کہ اس کا چندہ ادا شدہ ہے اس پر دوبارہ چندہ واجب نہ ہوگا۔

سوال نمبر ۴۱: اگر کسی موصی کی دیگر جائیدادوں میں ایک جائیداد نقدی بھی ہو تو اس نقدی کے لئے بھی کیا فوری چندہ کی ادائیگی ضروری ہوگی یا بعد میں کسی وقت بھی ادا ہوسکتا ہے؟

جواب: ایسا موصی جس کی جائیداد صرف نقدی نہیں ہے بلکہ دیگر جائیدادوں کے

ساتھ نقدی بھی ایک جائیداد ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ نقدی پر بعد منظوری وصیّت فوری حصّہ جائیداد ادا کرے سوائے اس کے کہ اس کے متعلق دفتر کار پرداز کی کوئی ہدایت ہو۔

سوال نمبر ۴۲: اگر کسی موصی کے پاس حصّہ جائیداد ادا کرنے کے لئے نقد رقم نہ ہو اور وہ اپنی جائیداد کے حصہ کو حصّہ جائیداد کی ادائیگی کے عوض میں دینا چاہتا ہو تو کیا صدر انجمن احمدیہ اس جائیداد کو قبول کر لیتی ہے؟

جواب: عموماً یہ نہیں ہوتا۔ موصی سے ہی کہا جاتا ہے کہ وہ جو جائیداد صدر انجمن احمدیہ کو دینا چاہتا ہے وہ خود ہی کیوں نہیں فروخت کر کے اپنی جائیداد کا حصہ ادا کر دیتا۔ صرف اس صورت میں جائیداد کو قبول کیا جا سکتا ہے جبکہ اس جائیداد کی صدر انجمن کو اپنے استعمال کے لئے ضرورت ہو۔ اگر وفات کے وقت حصّہ جائیداد ادا نہ ہو اور ورثان یہ درخواست کریں کہ فوری رقم نہیں ہے اور جائیداد کو صدر انجمن احمدیہ کے نام کر والیں یا اس کی ضمانت لے لیں اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کی اجازت دے دی جائے تو اس صورت میں صدر انجمن احمدیہ کا فیصلہ آخری ہوگا وہ چاہیں تو قبول کر لیں۔ بصورت دیگر امانتاً تدفین ہوگی اور جب ادائیگی ہو اس وقت منتقلی میّت کی کاروائی ہو جائے گی۔

سوال نمبر ۴۳: ایک جائیداد کو فروخت کر کے دوسری جائیداد کے خریدنے کی صورت میں موصی کے لئے حصّہ جائیداد کی ادائیگی کا کیا طریق ہوگا؟

جواب: اگر جائیداد کو ایسی صورت میں فروخت کرنے کی ضرورت پیش آجاوے کہ کوئی تجارتی نقصان ہو جس کو پورا کرنا ہے یا کوئی ارضی یا سماوی آفت یا تباہی آجاوے جس میں جائیداد کا نقصان ہوا ہو اور وہ ضائع ہوگئی ہو اور اس تباہی سے ہونے والے نقصان کو پورا کرنا مقصود ہو تو اس صورت میں اس جائیداد کی فروخت پر کوئی چندہ واجب نہ ہوگا۔

اگر ایسی صورت ہو کہ تشخیص کی کاروائی نہیں ہوسکی اور ایک جائیداد کو فروخت کر کے دوسری خریدی جا رہی ہو اور جائیداد کی قیمت ایک جیسی ہو تو اس صورت میں تبادلہ جائیداد کی اطلاع کافی ہوگی۔ بوقت تشخیص نئی جائیداد کی تشخیص ہو جائے گی۔ اگر کم قیمت کی خریدی گئی ہے تو

زائد رقم کا حصّہ جائیداد ادا کر دیں اور ساتھ ہی جائیداد کی تبدیلی کی اطلاع کر دیں۔ اگر زائد کی خرید رہے ہیں تو تشخیص کے وقت نئی جائیداد کی تشخیص ہو جائے گی۔

اگر ایسی صورت ہو کہ تشخیص کی کاروائی مکمل ہوگئی اور ادائیگی بھی معینہ مدت میں ہوگئی تو اس صورت میں وہ جائیداد جتنے کی فروخت ہوگی خواہ تشخیص کردہ رقم کم ہو یا زیادہ ہو اس رقم تک کی نئی جائیداد کی خرید پر دوبارہ حصّہ جائیداد ادا نہ ہوگا۔ مثلاً:

ایک جائیداد کی قیمت تشخیص دس لاکھ روپے ہوئی اور اس پر واجب حصہ ایک لاکھ روپئے ادا ہو گیا اور سرٹیفکیٹ بھی جاری ہو گیا۔ اب وہی جائیداد اگر بارہ لاکھ روپئے کی فروخت ہو تو نئی جائیداد اگر بارہ لاکھ تک خرید کی جائے تو اس جائیداد کا حصّہ جائیداد ادا شدہ شمار ہوگا۔ اور یہ تبادلہ جائیداد دو دفعہ کا شمار ہوگا۔ زائد تبادلوں کی صورت میں بصورت تجارت شمار ہوگی اور تجارتی اصول کے تابع منافع کا اصول لاگو ہوگا اور اس کے مطابق عمل درآمد ہوگا۔

سوال نمبر ۴۴: اگر ایک موصی اپنی آمد پر پورا چندہ دے کر کچھ رقم بچا لیتا ہے اور وہ رقم اکٹھی ہوتی رہتی ہے یا ایسی رقم ہے جس پر چندہ حصّہ آمد ادا شدہ ہے اور اس رقم سے کوئی جائیداد بنائے تو کیا اس جائیداد پر بھی چندہ حصّہ جائیداد ادا کرنا ضروری ہوگا؟

جواب: اگر موصی کی ایسی بچت ہوگی جس پر حصّہ آمد ادا شدہ ہوگا اگر اس بچت والی رقم کی شکل تبدیل ہو جائے مثلاً جائیداد بنالی جائے گی تو ایسی جائیداد پر حصّہ جائیداد کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ اور اگر روپیہ کی شکل میں ہی رہے اور اس نے یہ تحریر دفتر کو دے دی ہوگی کہ میں نے اس جمع شدہ رقم پر چندہ ادا کر دیا ہے یا اس کی یہ تحریر وارثان کو مل جائے اور وہ بوقت وفات اس تحریر کو دفتر میں پیش کر دیں گے (معہ ثبوت کہ یہ تحریر اس موصی کی ہے) تو اس بچت والی رقم پر بصورت ترکہ دوبارہ چندہ وصیّت ادا نہیں ہوگا۔

سوال نمبر ۴۵: کن صورت میں وصیّت منسوخ ہو جاتی ہے؟

جواب: وصیّت کی منسوخی کی موٹی موٹی وجوہات درج ذیل ہیں:

ا۔ کسی معاملہ میں کوئی تعزیر نظام کی طرف سے جاری ہو۔ اس تعزیر کو سامنے رکھ کر

مجلس کا پرداز اور صدر انجمن احمدیہ فیصلہ کرتی ہے۔

۲۔وصیّت کے چندہ کا چھ ماہ سے زائد کا بقایا ہو۔

۳۔عدم رابطہ و بجٹ آمد کے بارہ میں اطلاع نہ دینا۔

۴۔اپنی آمد کو پورا نہ ظاہر کرنا۔(جماعتی نظام کے ذریعہ اگر ثابت ہو جائے کہ موصی اپنی آمد یا جائیداد کو چھپا رہا ہے تو اس پر کاروائی ہو سکتی ہے۔)

۵۔موصی کا خود درخواست دینا کہ میرے حالات ایسے ہیں کہ میں وصیّت جاری نہیں رکھ سکتا۔(بوقت درخواست بقایا دار نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی اور ایسی وجہ ہو جس کی بناء پر نظام وصیّت منسوخ کر سکتا ہو۔)

۶۔موصی کی وفات کے بعد اگر حصّہ جائیداد فوری ادا نہ ہو اور امانتاً تدفین ہو اور ایک سال تک واجب حصّہ جائیداد ادا نہ ہو تو وصیّت منسوخ ہو جاتی ہے۔استثنائی حالات میں مجلس کارپرداز سے مہلت کی منظوری لینا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۴۶: کیا صدر انجمن احمدیہ خود بھی کسی کی وصیّت منسوخ کر سکتی ہے اور وجہ منسوخی وصیّت بتانا بھی ضروری ہے؟

جواب: صدر انجمن احمدیہ خود بھی وصیّت منسوخ کر سکتی ہے اور عام حالات میں وجہ منسوخی تو معلوم ہوتی ہے لیکن اگر کوئی خاص حالات ہوں تو وجہ منسوخی بتانا ضروری نہیں۔ وصیّت ذوفریقوں کے درمیان ایک معاہدہ ہے۔ دونوں فریقوں کو معاہدہ کے برقرار رکھنے اور ختم کرنے کے برابر کے اختیار حاصل ہوتے ہیں۔

وصیّت فارم کی ہدایات میں نمبر ۹ ہدایت اس طرح ہے کہ ’’صدر انجمن احمدیہ کو اختیار حاصل ہوگا کہ کوئی وصیّت منظور کرنے سے انکار کر دے یا بعد منظوری بلاوجہ بتائے منسوخ کر دے اور صدر انجمن احمدیہ کا فیصلہ ہر صوت میں ناطق ہوگا‘‘

سوال نمبر ۴۷: منسوخی وصیّت کے بعد اگر وجہ منسوخی دور ہو جائے تو کیا وصیّت از خود بحال ہو جاتی ہے؟

جواب: وصیّت کی منسوخی کی اگر وجہ دور ہو جائے تو وصیّت از خود بحال نہیں ہوتی۔ بحالی کے لئے الگ درخواست کا دیا جانا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۴۸: کیا منسوخی وصیّت کے دوران چندہ حصّہ آمد کے طور پر دیا جا سکتا ہے؟

جواب: منسوخی وصیّت کے دوران نظام جماعت میں شامل رہنے کی صورت میں چندہ عام دینا ضروری ہوتا ہے بشرطیکہ چندہ کی پابندی نہ لگائی گئی ہو۔ چندہ کی پابندی نہ ہونے کی صورت میں اگر کوئی حصّہ آمد کے طور پر ۱/۱۰ کرتا ہے تو اپنی مرضی سے دیتا ہے لیکن اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ وہ چندہ وصیّت ہے۔ اس کا صرف اتنا فائدہ ہوگا کہ بحالی کے وقت اس کو چندہ عام اور حصّہ آمد کا فرق ادا کرنا تھا اس کی بچت ہو جائے گی۔ اور اس بیان سے کہ اپنی پوری آمد پر چندہ عام ۱/۱۶ کی بجائے ۱/۱۰ ادا کرتا رہا ہوں اس سے چندہ کے فرق کا مطالبہ نہ ہوگا۔

سوال نمبر ۴۹: منسوخی وصیّت کے بعد دوبارہ نئی وصیّت کی جا سکتی ہے یا پہلی وصیّت ہی بحال ہوگی؟

جواب: منسوخی وصیّت کے بعد دوبارہ نئی وصیّت نہیں کی جا سکتی۔ پہلی وصیّت ہی بحال ہوگی۔

سوال نمبر ۵۰: اگر ایک شخص اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی وصیّت منسوخ کرواتا ہے اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ دوبارہ وصیّت کرنا چاہتا ہے تو کیا نئی وصیّت کر سکتا ہے؟

جواب: (الف) وہ دوبارہ نئی وصیّت کر سکتا ہے لیکن اس کو نئی وصیّت کرتے وقت یہ بتانا ہوگا کہ اس نے پہلے وصیّت کروائی تھی اور اپنی ذاتی مجبوریوں کی بناء پر خود وصیّت منسوخ کروائی تھی۔ نیز اس دوران وہ چندہ عام باقاعدہ ادا کرتا رہا ہے۔ یہ بھی تحریر کرنا ہوگا کہ اب وہ وجہ جس کی بناء پر وصیّت منسوخ کروائی گئی تھی دور ہو گئی ہے۔ درمیانی عرصہ میں اس نے گو وصیّت کا چندہ نہیں دیا لیکن یہ ضروری ہے کہ اپنی ہونے والی آمد کا اظہار درست کیا ہو۔ اس منسوخی کے دوران اگر وہ رعایت شرح لیتا ہے یا اپنا بقایا معاف کرواتا ہے تو یہ امر مانع نہ ہوگا

لیکن آمد کا اخفاء بہر حال محل نظر ہوگا۔

(ب) اگر بوجہ بقایا یا کسی اور وجہ سے وصیّت منسوخ ہو تو وصیّت کی بحالی کی کاروائی ہوگی۔ اس صورت میں دوبارہ وصیّت نہیں ہوسکتی۔ بحالی کے لئے درمیانی عرصہ کے چندہ کی ادائیگی کا تصدیق نامہ اور امانتاً فرق حصّہ آمد و چندہ عام بھی ادا کرنا ضروری ہوگا۔ باقی ضروری رپورٹیں اس کے علاوہ ہوں گی۔

سوال نمبر ۵۱: منسوخی کے وقت سے لیکر بحالی وصیّت کی درخواست تک کن امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے؟

جواب: ۱۔ اس عرصہ میں باقاعدگی سے لازمی چندہ جات کی ادائیگی۔

۲۔ بحالی کے وقت دوران عرصہ اپنی آمد کا گوشوارہ تیار کرنا۔

۳۔ چندہ عام اور چندہ حصّہ آمد کا فرق بطور امانت جماعتی نظام کے تحت جمع کروانا۔

۴۔ پہلی وصیّت کے وقت جو جائیداد تھی اس کا اور موجودہ جائیداد کا کیا فرق ہے اور یہ کیوں فرق ہے۔ یا اس وقت موجودہ جائیداد کی تفصیل کیا ہے۔

۵۔ وجہ منسوخی وصیّت دور ہوگئی ہے تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے۔

۶۔ چندہ عام کی ادائیگی کی رسیدات یا مقامی جماعت کے سیکرٹری صاحب مال کی تصدیق کہ چندہ عام ادا ہوکر خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع ہو چکا ہے۔

سوال نمبر ۵۲: بحالی وصیّت کے وقت فرق چندہ حصّہ آمد و عام کی رقم جمع کروائی جاتی ہے لیکن اگر وصیّت کی بحالی منظور نہ ہو تو کیا یہ امانتاً جمع کردہ رقم واپس مل جاتی ہے؟

جواب: اگر وصیّت بحال نہ ہوسکے تو یہ امانتاً جمع کروائی گئی رقم جس ذریعہ سے امانت رکھی جائے گی اسی ذریعہ سے واپس ہو جائے گی۔

سوال نمبر ۵۳: بصورت منسوخی وصیّت کیا ادا کردہ چندہ کی رقوم واپس ہو جاتی ہیں؟

جواب: ہر چندہ دینے والا اپنا ادا کردہ چندہ واپس نہیں لے سکتا۔ خصوصاً موصی وصیّت فارم پر یہ تحریر دیتا ہے کہ ادا کردہ چندہ کی رقم کی واپسی کا قانوناً مطالبہ نہیں کرونگا۔ وصیّت

فارم میں چہارم نمبر پر درج یہ اقرار ہے کہ ’’میں اقرار قانونی اور شرعی کرتا ہوں کہ اپنی وصیّت کے حوالے سے جس نوعیت کا چندہ بھی ادا کروں گا وہ محض للہ ادائیگی ہوگی اور مجھے اور میرے کسی عزیز یا وارث کو کبھی اور کسی حالت میں اس ادا شدہ چندہ کی واپسی کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔‘‘

لیکن اگر کوئی شخص وصیّت کی منسوخی پر اپنے ادا کردہ چندہ کی رقم کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ ایسے فرد کے مکروہ اور ناپاک مال کو پاک مال میں نہ ملایا جائے واپس کر دیا جاتا ہے۔ قانونی حق نہ ہے لیکن ناپسندیدہ ہے اس لئے واپس کر دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں ’’اگر کوئی شخص وصیّت کر کے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیّت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں۔ اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور ردّ کرنے کے لائق ہے‘‘ (الوصیّت صفحہ نمبر ۲۶)

سوال نمبر ۵۴: وصیّت کا چندہ مرکز میں براہ راست ادا کیا جا سکتا ہے یا مقامی جماعت میں ہی ادا کرنا ضروری ہے؟

جواب: تمام چندے مقامی جماعت میں ادا کرنے ضروری ہیں۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے مرکز میں کسی وقت براہ راست چندہ ادا کرنا پڑ رہا ہو تو نظارت مال آمد کی اجازت سے خزانہ میں جمع کرایا جا سکتا ہے۔ بوقت وفات بقایا کی تمام رقم دفتر بہشتی مقبرہ میں صدر انجمن احمدیہ کی رسید بک پر یا خزانہ میں جمع کروائی جا سکتی ہے۔

سوال نمبر ۵۵: کیا ایک ملک کی جائیداد کا چندہ یا آمد کا چندہ کسی دوسرے ملک میں اس کی کرنسی یا کسی اور کرنسی میں دیا جا سکتا ہے؟

جواب: جس ملک میں جائیداد ہو اس جائیداد کا چندہ اسی ملک اور کرنسی میں ادا ہوگا اسی طرح آمد کا چندہ بھی اسی ملک میں اور اسی ملک کی کرنسی میں ادا ہوگا جس ملک میں آمد پیدا ہو رہی ہے یا جائیداد ہے۔

مثلاً ایک شخص کی جائیداد پاکستان میں ہے اور وہ کینیڈا یا انگلستان یا جرمنی میں یا کسی اور ملک میں رہتا ہے تو اس کے لئے پاکستان کی جائیداد کا چندہ جس انتظام کے ذریعہ وہ جائیداد استعمال کرتا ہے یا نگران رکھا ہے اور تحفظ کرتا ہے اس کے ذریعہ وہ اس کا واجب چندہ بھی پاکستان میں ادا کرے گا۔ اگر اس کے لئے یہ ممکن نہ ہو تو مجلس کارپرداز سے اجازت لے کر اپنی رہائش والی جگہ پر ادا کر دے لیکن اس کا جماعتی لحاظ سے اعداد و شمار اسی ملک میں ہوگا جس میں جائیداد ہے۔

سوال نمبر ۵۶: کیا ایک جماعت کا چندہ دوسری جماعت میں دیا جا سکتا ہے جبکہ ایک جماعت میں رہائش اور آمد کا ذریعہ ہے اور دوسری میں جائیداد ہے؟

جواب: جس جماعت یا شہر میں آمد کا ذریعہ ہے اس کا چندہ بھی اسی شہر کی جماعت میں ادا ہوگا۔ اگر ایسی صورت ہو کہ رہائش کسی اور جماعت میں ہے اور آمد کا ذریعہ کسی اور جگہ ہے تو آمد والی جگہ پر ہی اسی جماعت میں چندہ دیا جائے۔ اگر روزانہ رہائش والی جگہ پر واپس آنا ہوتا ہو تو اس صورت میں رہائش والی جگہ پر چندہ دیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور صورت ہو تو حالات بیان کر کے نظارت مال آمد سے اجازت حاصل کر لی جائے۔ اگر رہائش اور آمد کا چندہ ایک جماعت میں دیا جا رہا ہے اور جائیداد دوسری جگہ ہو تو اس صورت میں دونوں جگہ چندہ دیا جا سکتا ہے۔ آمد کا آمد والی جماعت میں اور جائیداد کا جائیداد والی جماعت میں۔ ترجیحاً اس جماعت میں جائیداد کا چندہ دیا جائے جس جگہ جائیداد ہے دونوں جگہ چندہ دینے کی صورت میں اس جماعت میں جس میں رہائش ہو باقاعدہ جماعتی ممبر شمار ہوگا اور ایک ہی جماعت میں ووٹ دے سکتا ہے اور عہدیدار بن سکتا ہے۔

سوال نمبر ۵۷: کیا بہشتی مقبرہ میں وارثان اپنی مرضی سے موصی کا کتبہ لگا سکتے ہیں۔ اور اپنی مرضی کی عبارت لکھ سکتے ہیں نیز اپنی مرضی کے سائز کا کتبہ بنوا سکتے ہیں؟

جواب: وارثان بہشتی مقبرہ میں دفتر کارپرداز کی اجازت سے عبارت اور سائز منظور کروا کر کتبہ تیار کرا کر عملہ بہشتی مقبرہ کے سپرد کر دیں۔ دفتر اپنی نگرانی میں لگوائے گا۔ پہلی دفعہ کتبہ

لگانے پر کوئی خرچ نہیں لیا جاتا لیکن اگر دفتر نے روٹین میں اپنا تیار کردہ کتبہ لگوادیا ہوتو اس صورت میں لگوائی کتبہ کا خرچ جو دفتر کارپرداز نے مقرر کیا ہو خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کروانا ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۵۸: اگر کسی وجہ سے میّت قادیان نہ لائی جاسکتی ہو یا کسی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین ممکن نہ ہو تو کیا یادگار کتبہ لگ سکتا ہے؟

جواب: موصی کی بہشتی مقبرہ میں تدفین اس کا حساب مکمل ادا ہونے اور منظوری کے بعد ہی ممکن ہوتی ہے۔ حصّہ آمد کے بقایا کی فوری ادائیگی ضروری ہے۔ البتہ حصّہ جائیداد ادا ہونے والا ہو اور ادائیگی فوری ممکن نہ ہو تو امانتاً دوسرے قبرستان میں تدفین ہوگی۔ ایک سال تک واجب حصہ جائیداد ادا ہونا ضروری ہے۔ بعد ادائیگی واجبات میّت کی منتقلی ممکن ہو تو امانتاً تدفین کی منتقلی ہوجاتی ہے۔ اگر منتقلی ممکن نہ ہو تو مجلس کارپرداز کی منظوری سے یادگار کتبہ لگوایا جا سکتا ہے۔ نیز اگر ایسی وفات ہو جس سے میّت کا بہشتی مقبرہ میں لانا ممکن نہ ہو اور وصیّت مکمل ہو تو وارثان یادگار کتبہ لگائے جانے کی درخواست کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’اگر کوئی صاحب دسویں حصّہ جائیداد کی وصیّت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً دریا میں غرق ہوکر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میّت کو لانا متعذّر ہو تو ان کی وصیّت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔ (الوصیّت صفحہ نمبر ۲۷) نیز یہ بھی فرمایا کہ ’’اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیّت کی رو سے وصیّت کرتا ہے مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیّت پر قائم ہوگا تو اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔ (الوصیّت صفحہ نمبر ۲۸)

سوال نمبر ۵۹: کیا بہشتی مقبرہ میں کوئی موصی اپنی تدفین کے لئے جگہ مخصوص کروا سکتا ہے؟

جواب: بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے کوئی موصی جگہ مخصوص نہیں کروا سکتا۔

سوال نمبر ۶۰: کیا موصی کی وفات پر اس کے ورثاء کو کوئی ضمانت دینی ہوتی ہے؟

جواب: موصی کی وفات پر ورثاء اس بات کی تحریر دیتے ہیں کہ اگر موصی کی کوئی اور جائیداد ثابت ہوئی یا کسی چندہ کا بقایا نکلا تو وہ اس کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے۔ یہ تحریر موصی کے ورثاء میں سے اگر کوئی موصی ہو تو اس سے لی جاتی ہے اور اگر کوئی ورثاء میں سے موصی نہ ہو تو ورثاء کسی اور موصی سے یہ ضمانت کی تحریر لے کر دیں گے اور اگر ضامن موصی مدفون موصی کے بقایا جات ادا نہ کریں گے اور نہ ہی مہلت لی ہو گی تو ان کی وصیّت منسوخ ہو سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دُعائیہ کلمات

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے ربّ العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما۔ اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۹ پرچہ ۲۰/فروری ۱۸۹۸ء ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آید بہ اصحابِ نبی نزدِ خدا نسبت شود پیدا

زبزلِ مآل در راہش کسے مفلس نمی گردد خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

بمفت ایں اگر نصرت را دہند تے اے اخی ورنہ قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است

بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

ترجمہ: (۱) اے جوانو! کوشش کیجئے تا کہ دین کو طاقت نصیب ہو۔ باغِ ملت میں بہار اور رونق پیدا ہو جائے۔ (۲) اگر اسلام کی غربت پر رحم آئے تو خدا کے نزدیک اُن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ قائم ہوگی۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے والا کبھی غریب نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ خود اس کا مددگار ہو جاتا ہے۔ (۴) اگر دین کی نصرت کریں گے تو اے بھائی مفت کا ثواب ہوگا۔ یہ آسمانی تقدیر ہے جو بہر حالت پوری ہو جاتی ہے۔ (۵) اے خداوند کریم! اس پر کرم فرما جو دین کا مددگار رہو۔ اگر اس پر کوئی مصیبت بھی آئی ہو تو اے خدا تو اُسے ٹال دے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وصیت کی اصل شرح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

پس وصیّت کرتے ہوئے احباب کو یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے جو اعلیٰ حصہ مقرر کیا ہے وہ ۱/۳ ہے اور ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ حصہ کی وصیّت کرے۔ ہاں اگر اپنی مجبوریوں کی وجہ سے ۱/۳ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۴ حصہ کی کرے۔ اگر ۱/۴ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۵ حصہ کی کرے اگر ۱/۵ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۶ حصہ کی کرے۔ اور اگر ۱/۶ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۷ حصہ کی کرے۔ اگر ۱/۷ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۸ حصہ کی کرے۔ اگر ۱/۸ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۹ حصہ کی کرے اور اگر کچھ بھی نہ کر سکے تو ۱/۱۰ حصہ کی کرے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر دوست اس رنگ میں اپنے فرائض ادا کریں گے تو خدا کے فضل سے بہت جلد کامیابی حاصل ہوگی۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کی کوششوں میں برکت ڈالے۔ اور جو اسلام کی اشاعت کا کام اس نے ہمارے ذریعہ جاری کیا ہے۔ اسے ہماری سستی سے نقصان نہ پہنچے بلکہ دن بدن ترقی کرے۔

(خطباتِ محمود جلد 10 صفحہ 168,167)